مضمون نگار: ڈاکٹر داد شاہ بلوچ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الخلاصہ

بارھویں صدی ہجری کے آخر تک بلوچستان میں مشہور ماہرین و خادمینِ حدیث کا اجمالی تذکرہ

زیرِ نظر مضمون حضرت مولانا ڈاکٹر داد شاہ بلوچ کے عربی مضمون کا اردو ترجمہ ہے۔ ادارہ قارئین کے استفادہ کے لئے اسے ''الولی'' میں قسطوار شائع کررہا ہے۔ اصل عربی مضمون ڈاکٹر صاحب کے پی، ایچ، ڈی مقالہ "التحقیق والتقدیم علی خلاصة البیان فی شرح لغات المشکوة" کا ایک باب ہے، جس کی پہلی قسط ''الولی'' شمارہ ۵-٦ جنوری، فروری ۲۰۰۰ء جلد ۲۱ میں شائع ہوچکی ہے۔

قسط ۳

سولھواں حکیم بن جبلہ عبدی رضی اللہ عنہ

نام: حَکیم، حاء کے فتح کے ساتھ اور کہا گیا ہے حاء کے ضمہ کے ساتھ اور یہی اکثر ہے۔

کنیت: ابن جبلہ اور کہا گیا ہے ابن جبل۔

نسبت: عبدی، دادوں میں سے کسی ایک کی طرف نسبت ہے، شاید وہ عبدالقیس ہے۔

نسب: حکیم بن جبلہ/ جبل بن حصین بن اسود بن کعب بن عامر بن حارث بن دیل بن عمر بن غنم بن ودیعہ بن لکیز بن افصی بن عبدالقیس بن دُمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار عبدی۔(۱۲۹)

صحابیت: ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ابو عمر کہتے ہیں: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے لیکن مجھے انکی کوئی روایت اور کوئی خبر ایسی معلوم نہیں جو دلالت کرے انکے سماع من النبی

ﷺ پر اور انکو نبی ﷺ کی زیارت بھی نہیں ہے۔ (۱۳۰)

فضیلت اور پرہیزگاری: آپؓ مدرک تھے، نیک انسان تھے، دیندار تھے، اپنی قوم میں قابلِ اتباع تھے، علاقوں اور علاقے والوں کے نقشے بنانے کے ماہر تھے، فاتح گھوڑے سوار تھے، پیش قدمی کر کے قتال کرنے والے تھے، فقیہ قاضی تھے اور بڑے بہادر تھے، ابن اثیرؒ نے فرمایا ہے: ان سے بڑا بہادر کوئی نہیں دیکھا گیا۔ (۱۳۱)

قتال اور امارت: جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تخت نشین ہوئے اور عبداللہ بن عامر بن کریز کو عراق کا گورنر بنایا تو ان کو حکم فرماتے ہوئے لکھا کہ سندھ کی سرحد کی طرف کسی ایسے آدمی کو بھیجے جو وہاں کی معلومات حاصل کر کے، آ کر خبر دے (اس وقت سندھ آجکل کے بلوچستان کے وسیع، عریض علاقوں پر مشتمل تھا مکران تک اور مکران بھی سندھ میں شمار ہوتا تھا اور بلاذری نے سندھ کی بجائے ہند کا لفظ ذکر کیا ہے، فتامل) انہوں نے حکیم بن جبلہ عبدی کو بھیجا، وہ جب واپس آئے تو ان کو عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں وفد کی شکل میں روانہ کردیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے علاقوں کے حالات پوچھے، انہوں نے فرمایا: اے امیرالمؤمنین! میں نے وہاں کی معلومات حاصل کرلی ہیں اور خوب چھان بین کی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا بتلاؤ مجھے، انہوں نے فرمایا: "**ماؤها وشل وثمرها دقل ولصها بطل وسهلها جبل ان قل الجيش فيها ضاعوا وان كثروا جاعوا**" یعنی پانی وہاں کا تھوڑا ہے (قطرے، قطرے ٹپکنے والا ہے) اور پھل وہاں کا ردی کھجور ہے اور چور وہاں کا بہادر، دلیر ہے اور نرم زمین وہاں کی پہاڑ ہے، اگر لشکر اس میں کم ہو تو ضائع و برباد ہوجائیں اور اگر زیادہ ہوں تو بھوکے مرجائیں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تم خبر دے رہے ہو یا مقفّی کلام کہہ رہے ہو؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، بلکہ خبر دے رہا ہوں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہاں جہاد

کے لئے کسی کو بھی نہیں بھیجا، اپنی وفات تک۔ اعشیٰ ہمدان مکران کے بارے میں کہتا ہے:۔

وانت تسیر الی مکران — فقد شحط الورد والمصدر

ولم تک حاجتی بمکران — ولا الغزو فیها ولا المتجر

وحدثت عنها ولم أتها — فما زلت من ذکرها اخر

بان الکثیر بها جائع — وان القلیل بها معور

(ترجمہ) تم مکران کو جارہے ہو، جبکہ وہاں کی آمد و رفت میں بہت دوری ہے۔ اور مکران میں میرا کوئی کام نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی جہاد ہے اس میں اور نہ ہی کوئی تجارت۔ مجھے وہاں کی خبر دی گئی ہے، میں خود نہیں گیا، پس ہمیشہ میں اس کے ذکر سے پس و پیش کرتا رہا۔ (خبر یہ دی گئی ہے) کہ بڑا لشکر اس میں بھوکا مرجائے اور تھوڑے کس مپرسی میں (ذلیل ہوکر) مرجائیں۔ اور ابن کلبی نے فرمایا ہے: جس شخص نے مکران کو فتح کیا وہ حکیم بن جبلہ عبدی تھے۔ (۱۳۲)

بلوچستان میں ورود: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان کو سندھ کا قاضی بنا کر بھیجا اور سندھ اُن دنوں آجکل کے بلوچستان کے بہت سارے علاقوں پر مشتمل تھا، جیسے مکران، قیقان (قلات) اور قندابیل (گنداواہ) وغیرہ، تو حکیم بن جبلہ سندھ اور بلوچستان کے سب سے پہلے قاضی ہیں (۱۳۳) اور پھر مکران کی فتح بھی حکیم بن جبلہ عبدی کے ہاتھوں ہوئی جیسا کہ بلاذری کے حوالے سے گذر چکا اور اسی طرح انہوں نے سندھ اور بلوچستان کی سرحدوں کی سیاحت بھی کی تاکہ خلیفۂ وقت کو وہاں کے حالات سے مطلع کرے جیسے کہ گذر چکا۔

چند احوال: ۱- قاضی مبارکپوری نے ان کے کچھ اشعار نقل کئے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

لیس الرزیة بالدینار نفقده — ان الرزیة فقد العلم والحکم

وان اشرف من اودی الزمان به — اهل العفاف واهل الجود والکرم (۱۳۴)

(ترجمہ) دینار کے گم پانے سے کوئی بڑی مصیبت نہیں ہے۔ بلکہ بڑی مصیبت بے شک علم و حکمت کا گم پانا ہے۔ اور زمانے کے ستائے ہوئے شریف ترین انسان وہ ہیں۔جو پاکدامنی والے اور جود وسخا والے ہیں۔

۲- حکیم بن جبلہ عبدی بصرہ میں جب مقیم تھے ان کے پاس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور بصرہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جانب سے عثمان بن حنیف امیر تھے، عثمان بن حنیف نے حکیم بن جبلہ کو عبدالقیس اور بکر بن وائل کے سات سو افراد کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجا تو حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ زابوقہ مقام میں آمنا سامنا ہوا، اس نے ان سے سخت قتال کیا جس میں خود قتل کیے گئے۔

۳- اور بعض نے کہا ہے کہ طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما جب بصرہ آئے تو ان کے اور عثمان بن حنیف کے درمیان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آنے تک جنگ بندی طے پائی، پھر عبداللہ بن زبیر نے عثمان بن حنیف پر رات کو حملہ کرکے ان کو محل سے نکال دیا، حکیم (بن جبلہ) نے سنا تو ربیعہ کے سات سو افراد لیکر نکلا اور ان سے قتال کرکے انہیں محل سے نکال باہر کیا اور قتال جاری رکھا یہاں تک کہ ان کا ایک پیر کاٹ دیا گیا۔ اس نے وہی (اپنا کٹا ہوا) پیر پکڑ کر پیر کاٹنے والے کو مارا اور اسے قتل کردیا اور وہ اسی طرح پیر کٹے لڑتا رہا اور یہ کہتا رہا: **یا ساقی لن تراعی — ان معی ذراعی — احمی بھا کراعی** (ترجمہ) اے میری پنڈلی بلکل نہ گھبرا۔تحقیق میرے ساتھ میرا بازو ہے۔ جس سے میں اپنی پنڈلی کی حفاظت کروں گا، یہاں تک کہ جب خون بہت نکل گیا تو اسی اپنے قتل کئے ہوئے پر جس نے اس کا پیر کاٹا تھا، ٹیک لگالیا ،کسی کہنے والے نے ان سے کہا کہ آپ کا یہ حال کس نے کیا ہے؟ تو جواب میں کہا: میرے تکیے نے، چنانچہ ان سے بڑا کوئی بہادر نہیں دیکھا گیا، پھر سحیم حدانی نے ان کو قتل کردیا۔

۴- ابو عبیدہ معمر بن مثنی نے فرمایا ہے: ایسا کوئی شخص معلوم نہیں نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں جس نے اس جیسا کام کیا، عمرو فرماتے ہیں: معاذ بن عمرو بن جموح نے جنگِ بدر کے دن تقریباً اس جیسا کام کیا جب ان کا ہاتھ بازو سے کاٹ دیا گیا۔ (۱۳۵)

وفات: بصرہ میں یا اس کے قریب فوت ہوگئے۔ علی اختلاف الروایتین، حکیم حدانی یا اس کے علاوہ کسی نے ان کو قتل کیا، تفصیل احوال کے ذیل میں گذر گئی۔ (۱۳۶)

سترھواں: تاغر بن دعر رحمۃ اللہ تعالیٰ

نام: تاغر۔

کنیت: ابن دعر۔

نسب: تاغر بن دعر۔

تابعیت: آپ رحمہ اللہ تابعی تھے، جیسے کہ فقہائے ہند میں لکھا ہے۔ (۱۳۷)

قتال اور امارت: حارث بن مرہ عبدی نے جب ۳۸ھ اڑتیس ہجری یا ۳۹ھ انتالیس ہجری کو سندھ پر حملہ کیا تو تاغر بن دعر بھی ان کے ساتھ تھے اور علی بن حامد کوفی، ادشی فرماتے ہیں کہ تاغر بن دعر اس لشکر کے امیر تھے۔ (۱۳۸)

بلوچستان میں ورود: تاغر بن دعر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۳۸ھ اڑتیس ہجری میں قلات پر حملہ کیا، جب مسلمان قلات پہنچے تو نعرۂ تکبیر بلند کیا، جس سے قلات والے کانپ گئے، ان کے دل دھڑک گئے، جس سے میدانِ جنگ سے فرار ہوگئے۔ (۱۳۹)

قاضی اطہر مبارکپوری نے فتح نامۂ سندھ معروف بہ چچ نامہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: تاغر بن دعر کا لشکر جب مکران پہنچا تو قلات والوں میں سے بارہ ہزار کے لشکر نے شہر سے باہر ان کا سامنا کیا، لیکن لشکرِ اسلام کو کامیابی نصیب ہوئی، اس کے بعد پھر قلات والوں نے اپنی

قوت کو یکجا کیا اور مسلمانوں پر ایک زوردار حملہ کیا، لیکن اسلامی لشکر نے بھی اس سے سخت ترین جوابی حملہ کیا، جس سے قلاتیوں کو پھر شکست سے دو چار ہونا پڑا۔ (۱۴۰)

تنبیہ: میں نے کتب رجال و طبقات میں اس سے زیادہ ان کا تذکرہ نہیں دیکھا، اور یہی اقرار قاضی اطہر مبارکپوری نے بھی کیا ہے۔ (۱۴۱)

اٹھارھواں: حارث بن مرہ عبدی رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: حارث۔

کنیت: ابن مرہ۔

نسبت: عبدی، دادوں میں سے کسی ایک عبدالقیس نامی کی طرف نسبت ہے۔

نسب: حارث بن مرہ، یہ ربیعہ کے قبیلے سے ہیں جوکہ بحرین میں عبدالقیس کی ایک شاخ ہے۔ (۱۴۲)

تابعیت: حارث بن مرہ تابعی تھے۔ (۱۴۳)

قتال و امارت اور بلوچستان میں ورود: حارث بن مرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معتمد علیہ ساتھیوں میں سے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو جنگ صفین میں ۳۷ھ سینتیس ہجری میں پیادہ فوج کے میسرہ پر امیر بنایا تھا اور حضرت علی کی اجازت سے مکران کے علاقہ گنداواہ اور قلات کو ۳۸ھ اڑتیس ہجری میں فتح کرلیا۔

فضیلت اور پرہیزگاری: آپ بڑی بخشش اور عطایا دینے والے دلیر انسان تھے، آپ نے ایک دن میں ہزار غلام تقسیم کیے اور پانچ سو گھوڑے سواروں کو انعامات دیے۔ (۱۴۴)

وفات: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ قلات بلوچستان میں قتل کیے گئے۔ (۱۴۵)

انیسواں: خریت بن راشد ناجی، سامی رضی اللہ عنہ

نام: خریت، خاء نقطے والے کے ساتھ۔

کنیت: ابن راشد۔

نسبت: ناجی، نون کے ساتھ اور باء نیچے ایک نقطہ والے کے ساتھ (بھی)'یہ نسبت ہے بنو ناجیہ کی طرف۔ اور سامی، سین بغیر نقطہ والے کے ساتھ اور بعض نے شین نقطہ والے کے ساتھ کہا ہے، نسبت ہے بنو سامہ کی طرف۔ (۱۴۶)

نسب: خریت بن راشد۔

صحابیت: سیف بن عمر نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے اور زید بن اسلم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: خریت بن راشد ناجی نے مکہ اور مدینہ کے درمیان بنی شامہ بن لوی کے وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاقات کی تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) ان (وفد) سے غور کے ساتھ بات سنی۔ (۱۴۷)

قتال اور امارت: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں انہوں نے مرتدوں کے قتال میں شرکت کی اور ارتداد کی جنگوں میں وہ بنو ناجیہ پر امیر تھے اور ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں فارس کے اضلاع میں سے ایک ضلع پر حکمران بنایا گیا، عبداللہ بن عامر نے ان کو وہاں کا گورنر بنایا۔ (۱۴۸)

بلوچستان میں ورود: آپ رضی اللہ عنہ جب معقل بن قیس ریاحی سے شکست خوردہ ہوئے تو مکران بلوچستان تشریف لائے۔ (۱۴۹)

چند احوال: ۱- خریت بن راشد ناجی بنی سامہ بن لوی کے وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) ان سے (وفد سے) غور سے بات سنی اور قریش کی ایک قوم کی

طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ تمہاری قوم ہے، ان کے پاس پڑاؤ ڈالو۔ یہ روایت ابن اثیر (۱۵۰) نے سیف عن زید بن اسلم سے کی ہے، لیکن ابن حجرؒ (۱۵۱) نے اسی بات کو انہی سے معمولی تغیر کے ساتھ نقل کیا ہے اور فرمایا ہے: ان کی بات غور سے سنی پھر قریش کے لئے فرمایا کہ یہ جھگڑالو قوم ہے۔

۲- سیف نے فرمایا ہے: خریتؒ (جنگِ) جمل کے دن سب مضر والوں کے اوپر تھے (یعنی امیر تھے)، طلحہ اور زبیرؓ کے ساتھ۔

۳- زبیر بن بکار نے فرمایا ہے: خریت حضرت علیؓ کے ساتھ تھے، یہاں تک کہ جب علیؓ نے دو حکموں (فیصلوں) کو فیصل بنایا تو یہ حضرت علیؓ سے جدا ہوگئے اور مخالف ہوکر بلادِ فارس کی طرف چلے گئے، اس پر حضرت علیؓ نے اس کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا، جس پر معقل بن قیس اور زیاد بن حفصہ کو والی مقرر کیا تو خریت سے جتنا ہوسکا عرب و نصاری کو جمع کیا (مقابلہ کیلئے)، چنانچہ خریت کے ساتھ بہت سارے عرب جمع ہوگئے اور نصاری جزیہ کے نیچے دبے ہوئے تھے، پس عرب کو اس نے اپنے صدقات روکنے کا حکم دیا اور نصاری کو جزیہ روکنے کا، اور وہاں کچھ نصاری، اسلام لاچکے تھے، جب انہوں نے اختلاف دیکھا تو مرتد ہوگئے اور اس کی اعانت کرنے لگے، بعد ازاں ان لوگوں کا حضرت علی کے ساتھیوں سے آمنا سامنا ہوا اور قتال شروع ہوا، زیاد بن حفصہ نے امان کا جھنڈا نصب کیا اور ایک منادی کو حکم دیا، اس نے اعلان کیا کہ جو شخص اس جھنڈے تک پہنچ جائے گا، اسے امان ہے، اس پر خریت کے بہت سارے ساتھی ادھر ہی پھر گئے، چنانچہ خریت کو شکست ہوگئی، پس قتل کر دیا گیا۔ یہ بات ابو عمر نے بیان کی ہے۔ (۱۵۲)

وفات: سابقہ بیان سے معلوم ہوگیا کہ خریت نے معقل بن قیس اور زیاد بن حفصہ سے شکست کھائی اور قتل کر دیا گیا اور ہوسکتا ہے کہ یہ ان کے مکران بلوچستان وارد ہونے کے بعد ہوا ہو، جیسا کہ قاضی اطہر مبارکپوری کے حوالے سے گذر چکا۔

بیسواں: عمر بن عبیداللہ بن معمر تیمی، قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: عمر۔

کنیت: ابوحفص۔

نسبت: تیمی، قرشی، ان دونوں نسبتوں کی وجہ اس کے باپ کے تذکرہ میں گذر گئی۔

نسب: اس کا نسب، اس کے باپ عبیداللہ بن معمر تیمی، قرشی کے تذکرہ میں گذر چکا۔

تابعیت: آپ جلیل القدر تابعی تھے۔

فضیلت اور پرہیزگاری: آپ قریش کے سخیوں میں سے تھے۔ (۱۵۳)

روایتِ حدیث: انہوں نے اپنے والد عبیداللہ بن معمر سے اور ابان بن عثمان سے روایت کی ہے اور ان سے منبہ بن وھب نے روایت کی ہے۔

قتال و امارت اور بلوچستان میں ورود: حضرت معاویہ کی خلافت میں جب یہ فارس پر امیر تھے تو ارمائیل اور بعض دیگر علاقوں کو فتح کیا۔ (۱۵۴)

بلاذری نے فرمایا ہے کہ جب معاویہ بن ابی سفیان والی بنے، ابن عامر کو بصرہ پر عامل بنایا، انہوں نے عبدالرحمٰن بن سمرہ کو سجستان کا والی بنایا تو وہ وہاں آئے، ان کی فوج کے پہلے دستے پر عباد بن حصین حبطی تھے اور ان کے ساتھ شرفاء میں سے عمر بن عبیداللہ بن معمر تیمی اور عبداللہ بن خازم سلمی اور قطری بن الفجاءۃ اور مہلب بن ابی صفرہ تھے۔ (۱۵۵)

اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن بروہی نے قاضی اطہر مبارکپور کی کتاب خلافتِ امویہ اور ہندوستان سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عمر بن عبیداللہ تیمی نے لسبیلا بلوچستان کو فتح کیا اور اس میں ایک مسجد بھی بنائی اور قلات میں بھی جہاد کیا۔ ہاں، اور اس میں ہے کہ وہ عبدالرحمٰن بن سمرہ کے ساتھ فتحِ کابل میں تھے اور تحقیق عبدالرحمٰن بن سمرہ نے فتح کی بشارت عمر بن عبیداللہ بن معمر کے ہاتھ

بھیجی اور یہ بات قاضی اطہر مبارکپوری نے بلاذری کی فتوح البلدان سے لی ہے اور بلاذری کی عبارت اس طرح ہے، بلاذری نے فرمایا: پھر جب معاویہ بن ابی سفیان والی بنا تو ابن عامر کو بصرہ پر عامل بنایا، اس نے عبدالرحمٰن بن سمرہ کو بجستان کا والی مقرر کیا، چنانچہ وہ وہاں آئے اور ان کی فوج کے پہلے دستے پر عباد بن حصین حبطی تھے اور ان کے ساتھ اشراف میں سے عمر بن عبیداللہ بن معمر تیمی، عبداللہ بن خازم سلمی، قطری بن الفجاۃ اور مہلب بن ابی صفرۃ تھے، پس جس شہر والوں نے کفر کیا ہوتا، ان سے جہاد کرتے، جنگ کے ذریعے فتح کر لیتے یا ان سے صلح کر لیتے، حتی کہ کابل (کے حدود تک) پہنچ گئے، پھر جب کابل کا رُخ کیا تو وہاں پڑاؤ ڈالکر شہریوں کا کئی مہینے محاصرہ کئے رکھا، اس دوران وہ ان سے قتال کرتا رہتا اور ان پر منجنیق پھینکتا رہتا، یہاں تک کہ ان کے قلعے میں بہت بڑا شگاف پڑ گیا، عباد بن حصین رات بھر اس پر مشرکین سے نیزہ بازی کرتا رہا، یہاں تک کہ صبح ہوگئی، مگر وہ اس (شگاف) کو بند نہ کر سکے اور ابن خازم نے ان کے ساتھ مل کر اس پر قتال کیا، جب صبح ہوگئی تو کفار نے (قلعے سے) نکل کر مسلمانوں سے قتال شروع کر دیا، ابن خازم نے ان کے ایک ہاتھی کو مارا جو ان کے ساتھ تھا وہ ہاتھی اسی دروازے کے اوپر گر گیا جس سے باہر آئے تھے، پس دروازہ بند کرنے پر وہ قابو نہ پا سکے، جس کی وجہ سے مسلمان زبردستی اس میں داخل ہو گئے اور ابو مخنف نے فرمایا ہے کہ جس نے ہاتھی کو زخمی کیا وہ مہلب تھا اور حسن بصری فرمایا کرتے تھے: مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ ایک مرد ہزار کے قائم مقام ہوسکتا ہے، یہاں تک کہ میں نے عباد بن حصین کو دیکھا، مؤرخین نے کہا ہے: عبدالرحمٰن بن سمرہ نے فتح کی بشارت عمر بن عبیداللہ بن معمر اور مہلب بن ابی صفرہ کے ہاتھ بھیجی۔ (۱۵۶) بلاذری کی بات پوری ہوگئی۔

چند احوال: ۱- ابن حزم نے فرمایا ہے: عمر بن عبیداللہ بن معمر، عثمان بن عبیداللہ، موسیٰ بن عبیداللہ، معاذ بن عبیداللہ یہ چاروں بھائی تھے اور قاضی اطہر مبارکپوری نے ان میں سے بعض کو

امام بخاری سے بھی نقل کیا ہے۔

۲- ابن ابی حاتم رازی نے کہا ہے: ان کی بیٹی سے عکرمہ بن عبدالرحمن بن حارث بن ھشام بن مغیرہ نے شادی کی اور عمر بن عبیداللہ بن معمر نے مصعب بن عمیر کی بیوی عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ سے، مصعب کی وفات کے بعد، شادی کی۔

۳- عمر بن عبیداللہ بن معمر قرشی، قریش کے بڑے سخیوں میں سے تھے اور اس بارے میں اس کے مشہور واقعات ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے: تحقیق ابوخرابہ تیمی کی ایک حسین ترین باندی تھی، جس کا نام بسباسہ لیا جاتا تھا، حُسن کی انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی اور ابوخرابہ اس کے عشق میں اس درجہ تک پہنچ چکا تھا، قریب تھا کہ خود کو اس پر قربان کردیتا، لیکن تنگدستی و بدحالی کی وجہ سے اس کے بیچنے پر مجبور ہوگیا تھا، پس عمر بن عبیداللہ بن معمر قرشی نے اس سے وہ باندی، ایک لاکھ درہم میں خریدی، جب وہ باندی عمر بن عبیداللہ کے گھر کو چلنے لگی تو ابوخرابہ اس کے کپڑوں سے لپٹ گیا اور شعر پڑھا۔

تذكر بسباسة اليوم حاجة – اتت كمدا من حاجة المتذكر

ولولا تعود الدهر بی عندك لم يكن – يفرقنا شيئی سوی الموت فاعذری

ابو، بحزن من فراقك موجع – اناجی به قلبا طويل التفكر

ترجمہ: بسباسہ آج تم اپنے بارے میں میری محبت و حاجت کو یاد کرو، جس نے مجھے رنج و غم دیا ہے۔ اور اگر زمانہ کی نیرنگیاں تمہارے بارے میں مجھے مجبور نہ کرتیں، تو موت کے سوا کوئی چیز ہم کو، تم کو جدا نہیں کرسکتی تھی، تم مجھے معذور سمجھو۔ میں تمہاری جدائی کا جان ستان غم لیکر جارہا ہوں، جس سے غموں میں ڈوبے ہوئے دل کو بہلاتا رہوں گا۔

جب عمر بن عبیداللہ بن معمر قرشی نے یہ اشعار سُنے تو ان کا دل نرم پڑگیا اور ابوخرابہ سے

کہا: یہ تمہاری باندی بسباسہ اور یہ اس کی قیمت، دونوں تمہارے لئے ہیں۔ (۱۵۷)

کیا مقامِ عجب ہے مال اور جمال کی اتنی بڑی سخاوت پر کہ (ایک طرف تو خطیر رقم)، قیمت ایک لاکھ درہم ہے اور (دوسری طرف) حُسن، دلربائی کی انتہاء کو ہے، اللہ اسے ایسا بہترین اجر دے، جس پر مزید کی گنجائش نہ ہو۔

وفات: آپ رحمہ اللہ کی وفات ۸۲ھ (بیاسی ہجری) میں ایک مقام پر ہوئی، جسے ضمیر کہا جاتا ہے اور اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال تھی اور یہ واقعہ قاضی اطہر مبارکپوری کی تحریر کے مطابق یوں ہوا کہ عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ بن معمر آپ کے بھتیجے تھے، انہوں نے حجاج بن یوسف اور عبدالملک کے خلاف مظاہرہ کیا، ان کے ساتھ ابوالاشعث بھی تھا، اس جرم میں حجاج نے ان دونوں کو گرفتار کیا، عمر بن عبیداللہ بن معمر قرشی کو جب خبر پہنچی (اس وقت وہ مدینہ میں تھے) تو بھتیجے کی رہائی کے لئے فوراً تیزی سے (خلیفہ عبدالملک کی خدمت میں) روانہ ہوئے اور جب دمشق سے پندرہ میل پہلے مقامِ ضمیر میں پہنچے تو ان کو پتہ چلا کہ حجاج بن یوسف نے عمر بن موسیٰ (ان کے بھتیجے) کو قتل کردیا ہے، اس پر وہ اتنے غمزدہ ہوگئے کہ اسی مقام میں ان کا انتقال ہوگیا (اسی دن)، فرزدق نے ان کے مرثیہ میں کہا ہے:۔

یا ایھا الناس لا تبکوا علی احد – بعدی الذی بضمیر وافق القدر

ترجمہ: اے لوگو! مقامِ ضمیر میں مرنے والے کے بعد کسی دوسرے پر آنسو نہ بہاؤ۔ (۱۵۸)

اکیسواں: ابوالیمان معلّٰی بن راشد نبّال ہذلی بصری رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: معلّٰی۔

کنیت: ابوالیمان، اسی سے آپ مشہور ہیں۔

نسبت: ھذلی، بصری، پہلا قبیلے کی طرف نسبت ہے اور دوسرا جگہ کی طرف نسبت ہے۔

لقب: نَبال، قوّاس، بَرّاء، ان القاب کے ساتھ اس لئے ملقب ہوئے کہ آپ قوس اور نبل (کمان اور تیر) بنایا کرتے تھے (بَرّاء بمعنی تیر تراشنے والا)، آپ کنیت اور لقب دونوں سے پہچانے جاتے ہیں۔ چنانچہ انہیں ابوالیمان نبال کہا جاتا ہے۔

نسب: معلّٰی بن راشد۔

فضیلت اور پرہیزگاری: آپ تبع تابعین میں سے تھے اور فاتح غازی تھے۔

روایتِ حدیث: انہوں نے اپنے آقا سنان بن سلمہ بن محبّق ھذلی اور اپنی دادی ام عاصم نُبیشہ اور میمون بن سیاہ اور حسن بصری اور زیاد بن میمون ثقفی سے روایت کی ہے اور ان سے یزید بن ہارون، عبداللہ بن صالح، روح بن عبدالمؤمن، احمد بن عبداللہ بن ضمر، ابو بشر بکر بن خلف، نصر بن جہضمی، ابراہیم بن موسیٰ، نعیم بن حماد، سھل بن بکار، مسلم بن ابراہیم، معلّٰی بن اسد، حفص بن عمر جعدی اور عبداللہ قواریری وغیرہ نے روایت کی ہے اور نسائی رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: لیس بہ بأس۔ (۱۵۹)

قتال و امارت اور بلوچستان میں ورود: آپ رحمہ اللہ اپنے آقا سنان بن سلمہ کے ساتھ ہند اور سندھ کی فتوحات میں شریک تھے، خلیفہ ابن خیاط نے ابوالیمان معلّٰی بن راشد ہذلی، بصری سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں: ہم جنگِ قیقان (قلات) میں سنان کے ساتھ تھے، اچانک ہمارے مقابلے میں دشمن کی جانب سے ایک سخت ترین لشکر آ گیا تو سنان نے مجاہدین سے فرمایا: اے مسلمانو! خوش ہوجاؤ، اِس وقت تم دو سعادتوں کے درمیان ہو، جنّت اور غنیمت۔ پھر انہوں نے سات پتھر اٹھالئے اور فرمایا: جب تم مجھے حملہ کرتے ہوئے دیکھو تو تم بھی حملہ کردو۔ پھر رُکے رہے، یہاں تک کہ سورج وسطِ سماء (آسمان کے درمیان) تک پہنچ گیا اور دوپہر کا وقت ہوگیا تو ایک پتھر لشکرِ اسلام کے سامنے پھینکا اور نعرۂ تکبیر بلند کیا اور اسی طرح وہ پتھروں کو ایک ایک

کر کے پھینکتے رہے اور ہر مرتبہ تکبیر بلند کرتے رہے، حتی کہ ہاتھ میں ایک پتھر رہ گیا اور سورج غروب ہوگیا، اب اس ساتویں پتھر کو پھینکا اور حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ پڑھا اور نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے حملہ کردیا تو (ان کے ساتھ ہی) ہم نے بھی حملہ کردیا اور (دشمنوں سے یوں بہادری اور بے جگری سے جنگ کی کہ ہم نے) دشمنوں کو چار فرسخ تک دھکیل دیا، وہ بھاگتے رہے اور ہم ان کا پیچھا کرتے رہے، یہاں تک کہ ایک قلعے تک پہنچے، جسمیں دشمن کے کچھ آدمی پناہ گزین تھے، انہوں نے ہمیں دیکھتے ہی کہا: خدا کی قسم! آپ لوگوں نے ہمیں نہیں مارا ہے اور نہ ہی ہم نے آپ لوگوں سے جنگ کی ہے، بلکہ ہمارا یہ حال کچھ ایسے اشخاص نے کیا ہے جنہیں ہم ابھی آپ لوگوں میں نہیں دیکھ رہے، وہ ابلق (سفید و سیاہ نشان والے) گھوڑوں پر سوار تھے اور ان کے سروں پر سفید عمامے تھے۔ ابو الیمان نے فرمایا: جب ہم نے دشمنوں کی زبانی یہ سنا تو ہم نے ان سے کہا: یہ صرف اور صرف اللہ کی مدد تھی، جب ہم اس قلاتی سخت ترین معرکے سے (مظفر و منصور) لوٹے اور اپنا جائزہ لیا تو ہم نے دیکھا کہ ہم میں سے صرف ایک جنگجو شہید ہوا ہے۔

ابوالیمان نبال نے فرمایا: اِس قلاتی سخت معرکے کے بعد ہم نے سنان سے غروب شمس تک رُکے رہنے اور اس کے بعد حملہ کرنے کا سبب دریافت کیا تو سنان نے فرمایا: غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غنیم پر حملہ کے وقت ایسا ہی فرمایا کرتے تھے اور علامہ ابن عبدالبر نے اپنے قول **ولسنان هذا خبر عجيب في غزو الهند** (ترجمہ: اور اس سنان کے لئے جہاد ہند میں ایک عجیب واقعہ ہے) جیسا کہ الاستیعاب میں ہے، اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (۱۶۰) اور خلیفہ ابن خیاط نے ۵۰ھ (پچاس ہجری) کے واقعات میں اس قصہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

چند احوال: ۱- ابوالیمان معلّی بن راشد نبال، ہذلی، سنان بن سلمہ کے مولیٰ ہیں اور ان کی والدہ

سنان بن سلمہ کی امّ ولد باندی تھیں۔

۲- ابوالیمان نے اپنی دادی نُبیشہ ام عاصم سے روایت کی ہے اور انہوں نے بنو ہذیل کے ایک شخص نبیشۃ الخیر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مــن اکــل قصعة ثم لحسها استغفرت له** (ترجمہ: جس نے کسی کٹورے میں کھایا پھر اسے چاٹا وہ اس کے لئے مغفرت کی دعا کرے گا) اور یہ روایت کتب سنن میں موجود ہے۔ (۱۶۱)

بائیسواں: مُھلب بن ابی صفرہ ازدی، عتکی رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: مُھلّب۔

کنیت: ابو سعید۔

نسبت: ازدی، عتکی (۱۶۲) دونوں نسبتیں دادوں کی طرف ہیں۔

مدرکیت: مھلب بن ابی صفرہ رحمہ اللہ تعالیٰ مدرکین میں سے تھے۔

فضیلت اور پرہیزگاری: آپ رحمہ اللہ اور آپ کا قبیلہ سخاوت و فیاضی، شرافت و بزرگی، قیادت و امارت اور علم و فضل میں مشہور تھے، ان صفات سے جو حصّہ ان کو ملا تھا، شاید کسی کو ملا ہو، ابن خلکان نے کہا ہے: علمائے تاریخ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اموی دورِ خلافت میں بنو مھلب سے زیادہ معزز و محترم کوئی خاندان نہیں تھا، جس طرح عباسی دورِ خلاافت میں برامکہ سے زیادہ معزز و مکرم کوئی خاندان نہیں تھا۔ (۱۶۳)

ابو اسحاق سبیعی تابعی نے فرمایا ہے: مھلب سے بہتر امیر میں نے نہیں دیکھا، مھلب کبھی اپنے فائدے کے لئے امیر نہیں بنے، ان کو امیر بنایا جاتا صرف اس لئے کہ لوگوں کو ان کی ضرورت ہوتی۔ (۱۶۴)

جب عبدالرحمٰن بن سلیم کلابی نے مھلب بن ابی صفرہ اور اس کے بیٹوں کو خارجیوں سے

لڑنے کے لئے ایک ایک کرکے گھوڑوں پر نکلتے دیکھا تو برجستہ بول اٹھے **شـدالله الاسـلام بتـلاحقكم فوالله لئن لم تكونوا اسباط نبوة انكم لاسباط ملحمة** (۱۶۵) (ترجمہ: اللہ نے تمہارے یکے بعد دیگرے نکلنے سے اسلام کو مضبوط کردیا ہے، پس قسم اللہ کی! تم لوگ اگرچہ خانوادۂ نبوت نہیں ہو مگر خانوادۂ جنگ تو ضرور ہو)

مھلب بن ابی صفرہ اور اس کے بھائیوں کو جب ان کا باپ ظالم بن سراق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا، جبکہ اس کے کل بیٹے دس تھے، جن میں سب سے چھوٹی عمر کے مھلب تھے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: "**هـذا سيـدولـدك**" (یہ تیرے بچوں کا سردار ہے)۔ اسی طرح فرمایا ہے ابن حجر نے اصابہ میں۔(۱۶۶) اور آپؒ بڑے ہوشیار، جنگجو امیر تھے۔

روایتِ حدیث: آپ نے اپنے والد اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور آپ سے سماک بن حرب اور ابو اسحاق سبیعی اور عمر بن ثقیف نے روایت کی ہے۔ (۱۶۷)

قتال و امارت اور بلوچستان میں ورود: آلِ مھلب، عباسی اور اموی ادوار میں بڑے امراء (لشکروں کے امیر) اور مشرقی دنیائے اسلام کے فاتحین میں سے ہیں، حتی کہ مھلبیوں میں سے بہت سارے ۱۰۲ھ (ایک سو دو ہجری) میں قندابیل (گنداواہ بلوچستان) میں کسمپری کے عالم میں قتل کئے گئے، یہاں تک کہ قندابیل آلِ مھلب کے لئے کربلا بن گیا اور مھلب بصرہ کے امیر تھے، اس دوران انہوں نے خارجیوں کو وہاں سے نکالدیا اور ان کی قوت کو پاش پاش کردیا۔ اسی لئے بصرہ کو "بصرۃ المھلب" کہا جاتا ہے اور بصرہ کے بعد خراسان کے امیر بنائے گئے، جہاں پانچ سال تک بہترین کارکردگی کے ساتھ امیر رہے۔ (۱۶۸)

اور ہندوستان میں ۴۴ھ (چوالیس ہجری) میں لاہور، بنوں اور قندابیل میں جہاد کیا۔ جیسے کہ بلاذری فرماتے ہیں: جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۳۸ھ (اڑتیس ہجری) کا آخر اور ۳۹ھ (انتالیس ہجری) کی ابتداء ہوئی تو حارث بن مُرّہ عبدی خود ہی (اپنی رضا سے) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اجازت سے اس (سندھ) سرحد کی طرف روانہ ہوئے تو کامیاب رہے اور مالِ غنیمت اور قیدی ہاتھ کئے اور ایک ہی دن میں ہزار آدمی تقسیم کئے، پھر ان کو اور ان کے ساتھیوں کو سرزمینِ قیقان (قلات) میں قتل کیا گیا، بجز چند ایک کے۔ اور ان کا قتل ۴۲ھ (بیالیس ہجری) میں ہوا اور قیقان سندھ کے شہروں میں سے ہے جو کہ خراسان سے لگتا ہے پھر اس سرحد میں مہلب بن ابی صفرہ نے حضرت معاویہ کے دور میں ۴۴ھ (چوالیس ہجری) میں جہاد کیا، چنانچہ آپ بنوں اور لاہور آئے اور یہ دونوں ملتان اور کابل کے بیچ میں ہیں، پس دشمن نے ان کا سامنا کیا اور اس کے ساتھ مع دیگر ہمراہیوں کے قتال کیا۔(۱۶۹) اور اسی طرح انہوں نے کابل سے ملتان تک درمیانی تمام علاقوں میں قتال کیا جیسے مکران اور قلات بلوچستان اور گنداواہ بلوچستان وغیرہ میں۔ (۱۷۰)

چند احوال: ۱- جب مہلب بن ابی صفرہ نے قلات بلوچستان کے شہروں میں جہاد کیا تو اٹھارہ ترکی گھوڑے سواروں سے ٹکراؤ ہوا جو کہ دُم کٹے گھوڑوں پر تھے، انہوں نے آپ سے قتال کیا تو سب کے سب مارے گئے۔ اس پر مہلب نے فرمایا: "**ما جعل هؤلاء الاعاجم اولى بالتمشير / التشمير منا؟**" کتب میں یہ لفظ بتقدیم میم علی الشین وبعکسھا (دونوں طرح لکھا ہوا ہے) یعنی ان عجمیوں کو (لڑائی میں) ہم سے زیادہ سخت اور تجربہ کار کس چیز نے بنایا ہے؟ پھر آپؒ نے بھی گھوڑوں کے دُم کاٹے، چنانچہ مسلمانوں میں سب سے پہلے گھوڑوں کے دم کاٹنے والے آپ بنے۔

۲- اور آپ نے بنوں میں جہاد کیا، اسی بارے میں ازدی کہتے ہیں:

الم تر ان الازد ليلة بَيَّتُوا — بِبَنَّة كانوا خير جيش المهلب (۱۷۱)

(ترجمہ) کیا نہیں دیکھا تو نے کہ ازد (ازدی) نے بنوں میں جو شب خون مارا تو مہلب کے لشکر کے بہترین تھے۔

۳- مہلب بن ابی صفرہؒ آپ کا قبیلہ ازد تھا جو کہ عمان اور بحرین کے درمیان دُبا میں رہتا تھا اور دُبا، آجکل کے دُبئی کے قریب ہے۔

۴- جاحظ نے البیان والتبیین میں کہا ہے: مہلب بن ابی صفرہ نے ایک دن اپنے بیٹوں کو نصیحت کی، پس فرمایا: **يابنى تباذلوا تحابوا، فان بنى الام لا يختلفون فكيف بنو العلات؟، ان البرّ ينسأ فى الاجل، ويزيد فى العدد، وان القطيعة تورث القلة، وتعقب النار بعد الذلة، واتقوا زلة اللسان، فان الرجل تزل رجله فينتعش ويزل لسانه فيهلك، وعليكم فى الحرب بالمكيد، فانها ابلغ من النجدة، فان القتال اذا وقع وقع القضاء، فان ظَفر فقد سَعد، وان ظُفربه لم يقولوا فرّط۔** (۱۷۲) (ترجمہ) اے میرے بیٹو! ایک دوسرے کے کام آؤ باہمی محبت ہوگی، ایک ماں کے بیٹے آپس میں اختلاف نہیں کرتے، (اور تم تو ایک باپ کے بیٹے ہو) پھر ایک باپ کے بیٹے کیسے کر سکتے ہیں؟ بھلائی سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے اور آل اولاد میں اضافہ ہوتا ہے، اور خویش و اقارب سے بے تعلقی کی کا باعث ہوتی ہے اور ذلت کے پیچھے عذاب کو لاتی ہے اور زبان کی لغزش سے بچتے رہو، اس لئے کہ آدمی کا پیر پھسلتا ہے تو سنبھل جاتا ہے اور زبان پھسلتی ہے تو تباہ ہو جاتا ہے، اور لڑائی میں داؤ پیچ (خفیہ تدبیر) کو لازم کرلو، کیونکہ یہ چیز بہادری سے زیادہ کامیاب ہے، لڑائی قضاء بن کر آتی ہے، اس میں جو کامیاب ہو جاتا ہے، خوش نصیب ہوتا ہے، اور اگر ناکام ہو جائے تو لوگ یہ نہیں

کہتے کہ اس نے (بہادری میں) کمی کی۔

۵- ابن حزم نے جمھرۃ انساب العرب میں کہا ہے: مہلب بن ابی صفرۃ کی تقریباً تین س
اولاد تھی لیکن ان کی نسل حسبِ ذیل انیس بیٹوں سے چلی۔ ۱- مغیرہ ۲- یزید ۳- مروان ۴- معاوی
۵- زیاد ۶- عبدالملک ۷- حبیب ۸- محمد ۹- قبیصہ ۱۰- مفضل ۱۱- مدرک ۱۲- ابو عیینہ ۱۳-
عبدالعزیز ۱۴- عبداللہ ۱۵- سعید ۱۶- شبیب ۱۷- عمرو ۱۸- جعفر ۱۹- حجاج، اور ان کی اولاد بصر
وغیرہ میں پھیل گئی، پھر ابن حزم نے ان میں سے چند امتیازی شان والے اصحابِ عظمت رجال کا
تفصیلی ذکر فرمایا ہے، کچھ ان میں سے ہندوستان کے بعض علاقوں کے امیر بنے ہیں اور ان میں
سے ایک بڑی جماعت کو ھلال بن احوز نے ۱۰۲ھ (ایک سو دو ہجری) میں قندابیل (گنداواہ)
میں تہِ تیغ کیا ہے، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے: قندابیل مہلبیوں کے لئے کربلا بن گیا، مسعودی نے
لکھا ہے: **واثخن القتل فی آل المھلب حتی کاد ان یفنیھم، یذکر ان آل المھلب مکثوا
بعد ایقاع ھلال بھم عشرین سنة یولد منھم (الذکور) فلا یموت منھم احد** (ترجمہ)
ہلال بن احوز نے آلِ مہلب میں خوب خونریزی کی حتی کہ قریب تھا انہیں نیست و نابود کردیتا،
بیان کیا جاتا ہے کہ ھلال کے آل مہلب کے ساتھ اس خونریز واقعہ کے بعد آلِ مہلب بیس سال
ایسے رہے کہ ان کی (نرینہ) اولاد ہوتی رہتی، لیکن ان میں سے کوئی نہ مرتا۔(۱۷۳)

۶- ان سے اصحاب السنن نے ایک حدیث روایت کی ہے جوکہ اس نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے سننے والے شخص سے سنی ہے اور وہ یہ ہے: "**ان یبیتوکم فلیکن شعارکم حٰمٓ
لا تُنصرون**" ترجمہ: اگر تم پر وہ (دشمن) شب خون ماریں تو تمہارا شعار حم **لا تنصرون** ہونا
چاہیئے۔ اور اسی طرح روایت کی ہے مہلب نے اپنے باپ سے عورتوں کے بارے میں حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "**اطولکن طاقا اعظمکن اجرا**"۔ ترجمہ: تم عورتوں میں جو سخا میں

زیادہ بڑی ہے وہ تم میں اجر وثواب میں زیادہ بڑی ہے، اور مشہور حدیث میں بجائے لفظ "طاقاً" کے لفظ "باعاً" ہے اور اسی طرح یہ حدیث بھی روایت کی ہے: "**اذا کان بین احدکم وبین القبلة قدر مؤخرة الرحل لم یقطع صلوته شیئی**" (۱۷۴) ترجمہ: جب بحالتِ نماز تمہارے اور قبلہ کے درمیان کجاوہ کے پچھلے حصہ کی لکڑی کے برابر کوئی حائل ہوتو نماز کو کوئی چیز کاٹ نہیں سکتی یعنی اتنا سُترہ کافی ہے۔

ولادت اور وفات: مھلب بن ابی صفرۃ فتح مکہ کے سال ۱۰ھ (دس ہجری) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتی میں پیدا ہوا۔ اسی طرح لکھا ہے الاصابۃ میں، اور مھلب بن ابی صفرہ، بصرہ کے بعد خراسان کے امیر بنے اور اس میں پانچ سال تک کمال اور انتہائی حسن وخوبی کے ساتھ متعلقہ خدمات انجام دیں اور وہیں مرورود میں ۸۲ھ (بیاسی ہجری) یا ۸۳ھ (تراسی ہجری) میں وفات پاگئے۔ (۱۷۵)

تیئیسواں: عباد بن زیاد بن ابی سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: عباد۔

کنیت: ابوالحرب۔

نسب: ابوالحرب عباد بن زیاد بن ابی سفیان۔ اور وہ زیاد بن ابیہ سے بھی مشہور ہیں۔

تابعیت: آپؒ تابعی ہیں۔ (۱۷۶)

روایتِ حدیث: آپؒ نے مغیرہ بن شعبہ کے دو بیٹوں عروہ اور ضمرہ سے روایت کی ہے اور آپ سے امام ابن شہاب زھری اور امام مکحول شامی نے روایت کی ہے، اسی طرح ہے تہذیب التہذیب میں۔ (۱۷۷)

قتال و امارت اور بلوچستان میں ورود: عباد بن زیاد نے سجستان کی راہ سے ہندوستان کی

سرحد میں جہاد کیا، پس سناروز آئے پھر سرزمین بجستان سے براستہ حوی کھرا جوی کمن، روذبار، ہوتے ہوئے ہندمند پہنچے، پس کش میں اترے (کش کچھ کا معرب ہے جو کہ سندھ کا ایک شہر ہے۔ اور جنگل بے آب وگیاہ کا سفر طے کرتے رہے حتی کہ قندہار پہنچے تو قندہار والوں سے قتال کر کے انہیں شکست دے دی اور انہیں کمزور کر کے قندہار کو فتح کرلیا، جبکہ اس میں کئی مسلمان جوانمرد شہید کردیئے گئے اور قندہار والوں کی ٹوپیاں لمبی دیکھیں تو انہی کے طرز پر ٹوپیاں بنائیں جن کا نام عبادیہ (عبادی ٹوپیاں) رکھا گیا، ابن مفرغ نے کہا ہے:۔

کم بالجروم وارض الهند من قدم — ومن سرائنك قتلى لاهم قبروا

بقندهار ومن تكتب منيته — بقندهار يرجم دونه الخبر (۱۷۸)

ترجمہ: گرم علاقوں اور سرزمین ھند میں کتنے ہی قدم ہیں اور کتنے پہنے ہوئے کپڑے ہیں مقتولوں کے، کاش کے انہیں دفن کیا جاتا۔ قندہار میں (دوسرے مصرعہ کے یہ معنی اس نسخہ کے اعتبار سے کئے ہیں، جس میں الفاظ یوں ہیں: ع "ومن سرابيل قتلى ليتهم قبروا" اور لگتا ہے کہ یہی الفاظ درست ہیں، پہلے الفاظ شاید کاتبوں کی سبقتِ قلم سے ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ لفظ سُرات ہو، جمع سَری کی بمعنی سردار، شریف، سخی اور صاحب مروت، ماخوذ ہو شراۃ بمعنی بلندی سے۔ واللہ اعلم) اور جس کی موت قندہار میں لکھی گئی ہو، اس کی پیچھے محض اٹکل سے ہی کچھ کہا جا سکتا ہے۔

وفات: آپ رحمہ اللہ ۱۰۰ھ (ایک سو ہجری) میں وفات پا گئے۔ (۱۷۹)

چوبیسواں: عبداللہ بن سوار بن ھمام عبدی رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: عبداللہ۔

کنیت: ابن سوار۔

نسبت: عبدی، دادوں میں سے ایک کی طرف نسبت ہے۔

نسب: عبداللہ بن سوار بن ھمام عبدی۔

مدرکیت: آپ رحمہ اللہ مدرکین میں سے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو پایا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہ ہو سکے، البتہ ان کے والد صاحب بہرحال صحابی ہیں۔

قتال و امارت اور بلوچستان میں ورود: آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے والیوں میں سے بحرین کے والی تھے اور وہاں پر آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک قائم رہے اور عجمی و شرقی ممالک آپ نے فتح کئے اور بالخصوص اصطخر، مرورود اور سندھ میں آپ نے عظیم ترین، امتیازی فتح حاصل کی اور اصطخر کی فتح میں باپ اور بیٹے یعنی سوار اور عبداللہ دونوں موجود تھے۔ چنانچہ سوار بن ھمام شعر کہتے ہوئے لڑتے:۔

یا آل عبدالقیس للقراع — قد جعل الامداد بالجراع

وکلھم فی سنن المصاع — یحسن ضرب القوم بالقطاع

(ترجمہ: اے آلِ عبدالقیس! مُدوں کو (مُد ایک پیمانہ ہے) گھونٹوں کے ساتھ اندازہ کیا گیا ہے شمشیر زنی اور نیزہ باری کے لئے۔ اور وہ سب کے سب تلوار زنی کی راہوں میں، قوم کو کاٹنے والی تلواروں کے ساتھ مارنا خوب جانتے ہیں۔ واللہ اعلم) یہاں تک کہ آپ لڑتے لڑتے شہید ہوگئے تو اسی دن سے ان کے بیٹے عبداللہ بن سوار عبدی نے اپنی زندگی جہاد کے لئے وقف کردی، اسی طرح فرمایا ہے خلیفہ ابن خیاط نے اور عبداللہ بن عامر نے ان کو مرورود کے قتال کے لئے بھیجا، آپ نے اس میں کامیابی حاصل کی، اسی طرح فرمایا ہے ابن سعد نے (۱۸۰)

اور معاویہ بن ابی سفیان کے دور میں عبداللہ بن عامر نے اور بقولِ بعض معاویہ نے اپنی طرف سے عبداللہ بن سوار عبدی کو ہندوستان کی سرحد پر والی بنایا تو انہوں نے قیقان یعنی قلات بلوچستان میں جہاد کیا اور غنیمت ہاتھ کی اور معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوکر قلاتی گھوڑے ان کو

ہدیہ کئے اور ان کے پاس قیام کیا، پھر واپس قلات لوٹے تو ترکوں یعنی اہلِ قیقان نے بھاری فوج سے ان کا مقابلہ کر کے انہیں قتل کر دیا، ان کے بارے میں شاعر کہتا ہے:۔

وابن سوار علی عَدانَہ — موقدُ النار وقتّال السَغَب (۱۸۱)

ترجمہ: ابن سوار جماعت کے کھانے کے لئے آگ جلاتے ہیں اور ان کی بھوک کو شکم سیری سے ختم کرتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ اسلامی لشکر کے بہت سے افراد بھی شہید کر دیئے گئے اور یہ واقعہ ۴۷ھ (سینتالیس ہجری) کا ہے۔ (۱۸۲)

چند احوال: ۱- جب معاویہ کے ہاں سے واپس قلات لوٹے اور ترکوں نے ان کو قتل کر دیا، شاعر نے ان کے بارے میں کہا: **وابن سوار علی عدانه — موقد النلر وقتال السغب.** اور یہ ان کے بارے میں اس لئے کہا گیا کہ وہ سخی تھے، ان کی فوج میں بجز ان کی آگ کے کوئی بھی آگ نہیں جلاتا تھا، ایک رات انہوں نے ایک آگ دیکھی، پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ایک عورت کے بچہ پیدا ہوا ہے، زچہ کے لئے حلوہ تیار کیا جارہا ہے۔ اس پر عبداللہ بن سوار نے اپنے مطبخ کے منتظم کو حکم دیا کہ لوگوں کو تین دن تک حلوہ کھلائے۔ (۱۸۳)

۲- عبداللہ بن سوار جب معاویہ کی جانب سے سندھ کے والی بنے تو بلادِ قیقان (قلات) کی فتح میں بہت ساری غنیمت حاصل کی اور قیقان کے راجہ نے بہت ساری نقدی (جزیہ کی رقم) اور فدیہ ادا کر کے رہائی حاصل کی، اور بہت سے ہدایا وتحائف اور سندھ کے عمدہ، عمدہ ساز وسامان پیش کیے، جن کی مثال دیکھنے میں نہیں آئی، ان ہدایا وتحائف میں ایک آئینہ کا ٹکڑا بھی تھا، جس کے بارے میں اہل علم کا بیان ہے کہ جب حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد زمین میں پھیل گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ آئینہ اتارا، حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اولاد میں سے جس کو دیکھنا چاہتے تھے، وہ جہاں اور جس حال میں ہوتا اس میں دیکھ لیتے تھے، گویا

وہ آجکل کے ٹیلیویژن کی طرح تھا، اِس نادر قیمتی آئینہ کے ٹکڑے کو عبداللہ بن سوار نے حضرت معاویہ کی خدمت میں بھیجدیا جو زندگی بھران کے پاس رہا، پھر اموی خلفاء میں منتقل ہوتا رہا اور بنو عباس نے اپنے دور میں بنوامیہ کے تمام ساز و سامان کی طرح اس آئینہ پر بھی قبضہ کرلیا۔(۱۸۴)

پچیسواں: یاسر بن سوار عبدی رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: یاسر۔

کنیت: ابن سوار۔

نسبت: عبدی۔

نسب: یاسر بن سوار عبدی۔

قتال، امارت، بلوچستان میں ورود اور چند احوال: یاسر بن سوار عبدی جہادِ قیقان (قلات بلوچستان) ۴۷ھ (سینتالیس ہجری) میں اپنے بھائی عبداللہ بن سوار عبدی کے ہمراہ تھے، یاسر بن سوار عبدی اور اسلامی لشکر کے ایک اور بہادر مجاہد نے دشمن کے مقابلے میں نکل کر دشمن کو للکارتے ہوئے کہا: "**ھل من مبارز**" (ترجمہ: ہے کوئی مقابلے میں نکلنے والا) تو اُن میں سے قوم کا سردار نکل آیا، یہ دونوں اس پر غالب آگئے اور اس کو قتل کردیا۔ (۱۸۵) بس اس کے علاوہ مجھے مزید ان کے حالات معلوم نہیں ہوسکے اور اسی طرح اعتراف فرمایا ہے قاضی اطہر مبارکپوری نے۔ (۱۸۶)

چھبیسواں: سِنان بن سلمہ بن محبّق ھذلی رضی اللہ عنہ

نام: سنان۔

کنیت: ابوعبدالرحمٰن اور کہا گیا ہے ابو جبر اور کہا گیا ہے ابو بسر۔

نسبت: ھذلی، قوم کی طرف نسبت ہے۔

نسب: سنان بن سلمہ بن محبق۔

صحابیت: آپؓ صغارِ اصحاب میں سے ہیں۔ (۱۸۷)

روایتِ حدیث: آپ سے سلم بن جنادہ اور معاذ بن سعوہ اور خبیب ابوعبدالصمد نے روایت کی ہے اور آپ کی حدیث میں یہ ہے: **ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی تصدقت علی امی بصدقۃ وانھا ھلکت فکیف اصنع فقال ردالله علیك مالك وقبل صدقتك.** (۱۸۸) ترجمہ: ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی والدہ پر ایک صدقہ کیا اور اب وہ مرگئی ہے، پس میں اس کا کیا کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تجھ پر مال تیرا واپس لوٹادیا اور صدیقہ تیرا قبول کرلیا ہے۔

فضیلت اور پرہیز گاری: آپ باخدا صاحب فضل، بہادر طاقتور جنگجو، صاحب انتظام اور تجربہ کار امیر تھے۔

قتال، امارت، بلوچستان میں ورود اور چند احوال: زیاد بن ابی سفیان نے دورِ معاویہ میں سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی کو ہندوستان کی سرحد کا والی بنایا اور یہ یوں ہوا کہ جب عبداللہ بن سوار عبدی قتل کردئے گئے تو معاویہ نے زیاد کو لکھا: کوئی شخص دیکھو جو ہندوستانی سرحد کے لئے موزون ہوتو اسے بھیجدو، چنانچہ زیاد نے سنان بن سلمہ کو عامل بنادیا، اسی طرح کہا ہے ابوالیقظان نے، اور خلیفہ ابن خیاط نے کہا ہے: زیاد نے سنان بن سلمہ کو غزوۂ ہند کا والی بنایا اور یہ ۵۰ھ (پچاس ہجری) میں ہوا۔ (۱۸۹)

آپ پہلے وہ شخص ہیں جس نے فوج کو طلاق کی قسم اٹھوائی، چنانچہ آپ ہندوستان آئے اور مکران کو زبردستی فتح کیا اور اسے شہر بنایا اور اپنا قیام وہاں رکھا اور دیگر شہروں کا انتظام سنبھالا،

ان کے بارے میں شاعر کہتا ہے:۔

رئیت هذیلا احدثت فی یمینها - طلاق نساء ما یسوق لها مهرا

لهان علی حلفة ابن محبق - اذا رفعت اعناقها حلقا صفرا (۱۹۰)

ترجمہ: میں نے قبیلۂ ہذیل والوں کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی قسم میں ایسی عورتوں کی طلاق کا اضافہ کرلیا جن کی مہر بھی ادا نہیں ہوسکی ہے۔ جب وہ عورتیں اپنی گردنیں اٹھاتی ہیں جن کی عروسی کی خوشبو آتی ہے تو میرے لئے محبق کی قسم آسان ہوجاتی ہے۔

اور سنان بن سلمہ محبق ہذلی نے قصدار (خضدار بلوچستان) میں بھی جہاد کیا ہے۔ (۱۹۱) اور آپ کی امارت میں مسلمانوں نے قیقان (قلات) میں بھی قتال کیا، جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت کے لئے فرشتے نازل فرمائے اور یہ واقعہ معلّی بن راشد ہذلی نے نقل کیا ہے، جیسا کہ ان کے تذکرہ میں گذر گیا۔

ولادت اور وفات: سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی فتح مکہ کے دن پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام سنان رکھا۔ اسی طرح کہا ہے ابو احمد عسکری نے اور سنان سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جنگ کے دن پیدا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام سنان رکھ دیا اور کہا گیا ہے کہ جب وہ پیدا ہوئے تو ان کے والد سلمہ نے کہا: "لسنان اقاتل به فی سبیل الله احب الی منه" یعنی سنان (نیزہ) جس کے ذریعے میں اللہ کی راہ میں قتال کروں زیادہ پسند ہے مجھے اس سے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام ہی سنان (نیزہ) رکھ دیا۔ اور سنان بن سلمہ، حجاج کے دور کے آخر میں فوت ہوگئے۔ (۱۹۲)

اور علی بن احمد نے "فتح نامۂ سندھ المعروف بہ چچ نامہ" میں کہا ہے: زیاد بن ابی سفیان نے سنان بن سلمہ کو راشد بن عمر کی شہادت کے بعد مکران کا والی بنایا ۴۲ھ (بیالیس ہجری) میں،

یہ فرماتے ہوئے کہ یہ شخص بااعتماد اور متبرک ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں
پیدا ہوا ہے، تو سنان بن سلمہ لشکر لیکر ہندوستان چلے اور راستے میں جو جو علاقے پڑتے انہیں
کرتے جاتے اور علاقے والوں کا انتظام کردیتے اور انہیں تمیز سکھادیتے، جب قیقان (قلات
بلوچستان) پہنچے تو وہاں سے بدھ (کچھی بلوچستان) کی طرف روانہ ہوئے تو دشمنوں نے دھوکے
سے انہیں قتل کردیا، ان کے بارے میں ابن خلاص مکری نے مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:

ابلغ سنان بن منصور واخوته — اعنی هذیلا کراما غیر اغمار

انا عتبنا علیکم فی امارتکم — والدهر ذا فلل /فلل فی الناس دوّار

یعطی الجزیل وینشر غیر مستتو/مستتر — ولا یزید ثری من بعد اِقتار

لم ینزل القوم اذا/اذ حنت فتاتهم — کابن المعلی ولامثل ابن سوّار

ولا ابن مرة اذا ودی الزمان به — کم فلّل الدهر من ناب واظفار (۱۹۳

ترجمہ: سنان بن منصور اور ان کے بھائی بنو ہذیل جو نہایت شریف اور تجربہ کار ہیں، ان کو میرا
پیغام پہنچادو۔ ہم نے تم لوگوں کی امارت کے بارے میں تم کو سخت وست کہا اور زمانہ کو برا بھلا کہا
جو انسانوں میں مصائب کے ساتھ گردش کرتا ہے۔ وہ وافر مقدار میں عطیہ دیتے ہیں اور کھلم کھلا
مال و دولت تقسیم کرتے ہیں اور اسی وجہ سے غربت کے بعد وہ زیادہ مالدار نہیں ہوتے۔ اونٹنیوں کی
شدتِ شوق کے وقت ابن معلی اور ابن سوار جیسے دوسرے سوار نہیں اترے۔ اور نہ ابن مرہ جیسا
کوئی ہے، جسے زمانہ نے ہلاک کردیا، زمانہ اپنے دندان و ناخن سے اس طرح کا نقصان کتنا ہی
کرچکا ہے۔ (یا یوں معنی کیا جائے اخیر مصرعہ کا: زمانہ کتنے ہی دندان اور ناخن کند کرچکا ہے۔
لیکن علامہ مبارکپوری نے اپنی کتاب خلافتِ امویہ اور ہندوستان میں اس روایت پر اعتراض کیا
ہے اسے وہیں پر دیکھا جائے اور ڈاکٹر محمد اسحاق بھٹی نے کہا ہے: آپ رضی اللہ عنہ قصداً

(خضدار بلوچستان) میں شہید کردیئے گئے اور وہیں پر دفن کئے گئے اور یہ ۵۳ھ (ترپن ہجری) مطابق ۶۷۳ھ (چھ سو تہتر عیسوی) میں ہوا۔ (۱۹۴)

ستائیسواں: منذر بن جارود عبدی رضی اللہ عنہ

نام: منذر۔

کنیت: ابن جارود، اس سے مشہور نہیں ہیں اور ابوالاشعث سے مشہور ہیں۔

نسبت: عبدی، دادوں میں سے ایک کی طرف نسبت ہے۔

نسب: ابوالاشعث منذر بن جارود عبدی۔ (۱۹۵)

صحابیت: آپؓ بہادر صحابی تھے، جری اور سخی تھے، آپ کے صحابی ہونے کی تصریح خلیفہ ابن خیاط نے کی ہے۔ (۱۹۶)

قتال و امارت اور بلوچستان میں ورود: بلاذری نے کہا ہے: پھر زیاد نے منذر بن جارود عبدی کو ہندوستانی سرحد کا والی بنایا، جن کی کنیت ابوالاشعث ہے تو انہوں نے بوقان (خاران بلوچستان) میں جہاد کیا اور قیقان (قلات بلوچستان) میں، چنانچہ مسلمان کامیاب ہوئے اور مالِ غنیمت حاصل کیا، اور ان کے شہروں میں جنگی دستے پھیلا دیئے اور قصدار (خضدار بلوچستان) کو فتح کیا اور وہاں (مقامی باشندوں) کو قیدی بنایا، اور یہ علاقے سنان پہلے فتح کر چکا تھا لیکن یہاں کے لوگوں نے بدعہدی کر لی تھی۔ (۱۹۷) اور خلیفہ ابن خیاط نے کہا ہے: بے شک عبیداللہ بن زیاد نے منذر بن جارود عبدی کو قندابیل (گنداواہ بلوچستان) کی سرحد کی طرف بھیجا ۶۲ھ (باسٹھ ہجری) میں (۱۹۸) اور آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں فارس کے علاقے اصطخر میں امیر تھے، اور علی بن حامد نے کہا ہے: منذر بن جارود عبدی سندھ کے والے بنائے گئے۔(۱۹۹)

چند احوال: ۱- منذر بن جارود نے قصدار کو فتح کیا اور وہاں قیدی بنائے اور سنان اس سے قبل

قصدار کو فتح کر چکے تھے، لیکن وہاں کے لوگوں نے دھوکہ کیا اور بدعہدی کر کے سابقہ شرائط توڑ دیئے۔ (۲۰۰)

۲- جب عبدالعزیز نے منذر بن جارود عبدی کو عبیداللہ بن زیاد کے حکم سے ۶۱ھ (اکسٹھ ہجری) میں والی بنایا اور منذر نے سندھ کی طرف چلنے کا ارادہ کیا تو عبیداللہ بن زیاد نے کہا: منذر کو سندھ پر والی کیوں بنایا گیا ہے؟ مجھے لگتا ہے کہ وہ وہاں سے واپس نہ لوٹ سکے گا، اس پر عبدالعزیز نے کہا: آپ نے کسی ایک کو نامزد نہیں کیا، لہٰذا میں منذر کو ہی بھیجوں گا، جس کا جنگ اور بہادری میں کوئی ہم پلہ نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ عنقریب سندھ سے کامیابی کے ساتھ لوٹ آئے گا۔ چنانچہ منذر نے ہندوستان آ کر جہاد شروع کیا اور بڑی فتوحات حاصل کیں، پھر مکران کے علاقے بورالی میں بیمار پڑ گئے اور وہیں پر فوت ہو گئے اور اس وقت ان کا بیٹا حکم بن منذر، کرمان میں تھے، ان کے پاس عبیداللہ بن زیاد کا پروانہ پہنچا کہ وہ پہنچ کر اپنے والد کا عہدہ سنبھال لیں اور ایک روایت میں ہے کہ حکم بن منذر نے عبیداللہ بن زیاد کے پاس جا کر اپنے والد کی موت کی خبر سنائی جس سے عبیداللہ بہت رنجیدہ ہوئے اور رونے لگے، پھر اس نے حکم کو چھ ماہ کے اخراجات (کیلئے تیس ہزار درہم) دیکر ثغرِ ہند کا امیر بنایا اور حکم بھی اپنے باپ کی طرح نہایت بہادر اور بلند ہمت انسان تھے، عبداللہ اعور نے ان کے بارے میں شعر کہا ہے اور بقول بعض کذاب حرمازی نے:۔

یا حکم بن المنذر بن الجلرود — سرادق الملك عليك ممدود

انت الجواد بن الجواد للحمود — نبتّ فی الجود وفی بیت الجود

والعود ینبت فی اصل العود. (۲۰۱)

ترجمہ: اے حکم بن منذر بن جارود، بادشاہت کے خیمے تمہارے اوپر سایہ فگن ہیں۔ تم قابل تعریف

سخی کے سخی بیٹے ہو۔ سخاوت میں اور سخاوت والے گھر میں پیدا ہوئے ہو اور عود کی جڑ میں عود ہی اگتی ہے۔

اور ان ابیات کو دوسری طرح بھی نقل کیا گیا ہے جیسے کہ چچ نامہ میں ہے:

یا حکم بن المنذر بن الجلرود – سرادق الملك علیك ممدود

انت الجوادو الجواد محمود – سرادق المجد علیك ممدود

نبت فی الجود فی اصل الجود

ترجمہ میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔

۳-علی بن حامد نے کہا ہے: سنان بن سلمہ کے بعد جب منذر بن جارود بن بشر، بحکم خلیفہ، امیر حرب بن کر چلنے لگے تو ان کا کپڑا کسی لکڑی سے اٹک کر پھٹ گیا، اس پر عبیداللہ بن زیاد غمگین ہوئے اور کہا: منذر کا فال اچھا نہیں ہے چنانچہ انہیں الوداع کیا اور واپس آ کر رونے اور کہنے لگے: منذر اس سفر سے واپس نہیں لوٹے گا، بلکہ ہلاک ہوجائے گا تو عبدالرحمٰن نے ان سے کہا: مال ضائع ہوجائے گا، آپ ان کی جگہ دوسرے کسی کو کیوں نہیں کھڑا کرتے؟ اس پر انہوں نے کہا: میں نے منذر کو اس لئے بھیجا ہے کہ بہادری اور جنگ میں کوئی ان تک پہنچ نہیں سکتا، اگر بخت نے ان کا ساتھ دیا تو فائز المرام واپس آ جائیں گے۔ چنانچہ منذر یہاں سے چلدیے اور دشمنوں کی ولایت میں پہنچ کر بورالی میں بیمار ہوگئے اور مر گئے۔ (۲۰۲)

وفات: آپؒ قصدار (خضدار بلوچستان) میں وفات پاگئے، جیسا کہ بلاذری نے اس کی تصریح کی ہے اور اسی کے بارے میں شاعر نے کہا ہے: **حل بقصدار فاضحی بها – فی القبر لم یغفل مع الغافلین – لله قصدار واعنابها – ای فتی دنیا اجنت ودین۔** (۲۰۳) ترجمہ: قصدار میں اترے بس وہیں رہ گئے قبر میں، غافلوں کے ساتھ غافل نہیں ہوئے (اگر دونوں [illegible]

میں غین کی جگہ پر قاف ہو تو معنی ہوں گے: نہیں لوٹتے، لوٹنے والوں کے ساتھ اور یہ معنی پہلے مصرعہ کے زیادہ مناسب ہے)۔ اللہ کے لئے ہے قصدار اور اس کے انگور یعنی قصدار اور اس کے انگور کا کیا کہنا، جنہوں نے دین و دنیا کے بہترین بہادر کو اپنے سایہ میں چھپالیا ہے۔ ان کی وفات کے بارے میں یہی قول راجح ہے، اگرچہ اس میں دوسرا قول ''چند احوال ۲'' کے ضمن میں گذر چکا ہے۔

اٹھائیسواں: عبدالرحمٰن بن عبداللہ اعشیٰ ہمدان رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: عبدالرحمٰن۔

کنیت: ابوالمصبح۔

لقب: اعشیٰ ہمدان، آپ اسی لقب سے مشہور ہیں حتی کہ یہ آپ کے نام جیسا ہوگیا ہے۔

نسب: ابوالمصبح عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حارث بن نظام بن جشم بن حاشد بن جشم بن خیران بن نوف بن ہمدان اعشیٰ ہمدان۔ (۲۰۴)

تابعیت: اعشیٰ ہمدان مشہور تابعی تھے۔ (۲۰۵)

فضیلت اور پرہیزگاری: آپ مشہور تابعی اور دولتِ امویہ کے شعراء میں سے مشہور شاعر تھے اور علم و فقہ، قراءۃ و حدیث میں کوفہ کے مشاہیر میں سے تھے۔ (۲۰۶)

قتال و امارت اور بلوچستان میں ورود: حجاج نے ان کو دیلم اور دستبی میں قتال کرنے والے لشکر میں بھیجا تھا اور مکران میں قتال کرنے والے لشکر میں بھی ان کو بھیجا کوئی لشکر کے ساتھ، اور آپ خراسان کے امیر سلم بن زیاد کی زیرِ امارت غزوات میں شریک رہے، خصوصاً غزوۂ خجندہ میں۔ (۲۰۷)

چند احوال: ۱- آپ مشہور شاعر تھے اور آپ کے اشعار کا راویہ (ناقل اور پڑھنے والا) احمد نصیبی ہمدانی تھا، یہ آپ کے اشعار محفلوں اور مجلسوں میں پڑھا کرتے تھے، ان کے شعر گوئی کا قصہ یوں ہوا کہ ایک دن انہوں نے امام شعبیؒ سے کہا: میں نے خواب دیکھا ہے: میں ایک گھر میں داخل

ہوا، جس میں جَو اور گندم تھے اور مجھے کہا گیا کہ ان میں سے تم جو چاہو لے لو، میں نے جَو کو اختیار کیا، اس پر امام شعبیؒ نے فرمایا: اگر تو اپنا خواب بیان کرنے میں سچا ہے تو، شاعریت کو اختیار کرے گا اور قرآن و قراۃ کو چھوڑ دے گا اور ہوا بھی ایسے ہی، حتیٰ کہ اس نے فقہ، حدیث اور قراۃ کو چھوڑ دیا اور شعر میں ہمہ تن لگ گیا۔

۲- اور آپ خراسان کے امیر سلم بن زیاد کے ہمراہ غزوۂ خجندہ میں شریک تھے، اس میں آپ نے یہ اشعار کہے:۔

لیت خیلی یوم الخجندة لم یهزم – وغودرت فی المکرّ سلیبا

تحضر الطیر مصرعی وترَوّ – حُ الی الله فی الدماء خضیبا

ترجمہ: اے کاش جنگِ خجندہ میں میرا گھوڑا ہزیمت کھا کر نہ بھاگا ہوتا اور میں دشمن پر حملہ کر کے میدان میں شہید چھوڑ دیا جاتا۔ پرندے میرے لاشہ پر ہوتے اور میں خون میں رنگا ہوا اللہ کی جناب میں سرخرو ہوتا۔

۳- آپ کو دیلمیوں نے غزوۂ دیلم و دستبی میں قید کر لیا اور آپ ان کی قید میں عرصہ دراز رہے اور اسی عرصے میں ان علاقوں کے حاکم کی بیٹی آپ پر عاشق ہوگئی تھی، بعد میں رہائی نصیب ہوئی اور ہندوستان آئے۔

۴- أعشی ہمدان نے جب مکران میں جہاد کیا تو وہاں زیادہ دنوں تک رہ جانے کی وجہ سے بیمار پڑ گئے اور وطن کی یاد میں ستاون اشعار پر مشتمل ایک پر تاثیر قصیدہ کہا جس میں سے بعض اہم اشعار اس طرح ہیں:۔

طلبت الصبا اذ علا المکبر – وشاب القذال وما تقصر

وبان الشباب ولذاته – ومثلك فی الجهل لا یعذر

وقد قيل انكم عابرو - ن بحرا لم يكن يُعبر

الی الهند والسند فی ارضهم - هم الجن لکنهم انکر

وما رام غزوا لها قبلنا - اکابر عاد ولا حِمیَر

وما رام سابور غزوا لها - ولا الشیخ کسری ولا قیصر

ومن دونها معبر واسع - واجر عظیم لمن یوجر

ترجمہ: تو نے اس وقت عشق و محبت کی خواہش کی اور اس میں کوئی کمی نہیں کی، جبکہ بڑھاپا چھا گیا اور سر کے بال سفید ہو گئے۔ اور جوانی اور اس کی لذتیں رخصت ہو چکیں اور تم جیسے کا کوئی عذر اس جہالت کے بارے میں مسموع نہیں ہے۔ اور اعلان کیا جا چکا ہے کہ تم لوگ ایسے سمندر کو عبور کرنے والے ہو جو اب تک عبور نہیں کیا گیا ہے۔ تم ہندوستان اور سندھ جاؤ گے جہاں کے باشندے خوفناک قسم کے جنات ہیں۔ ہم سے پہلے قومِ عاد اور قومِ حمیر کے ناموروں نے بھی وہاں جنگ کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ اور نہ ہی سابور اور کسریٰ اور قیصر نے وہاں جنگ کا ارادہ کیا تھا۔ اس سرزمین کے آگے ایک وسیع کنارا ہے اور اس جہاد میں اجر والوں کے لئے اجرِ عظیم ہے۔

۵- اعشیٰ ہمدان نے امام شعبیؒ کی بہن سے شادی کی اور امام شعبیؒ نے اعشیٰ ہمدان کی بہن سے شادی کی۔ (۲۰۸) (تو دونوں ایک دوسرے کے بہنوئی ہوئے)

وفات: ان کو حجاج بن یوسف نے قتل کیا اور یہ اس طرح ہوا کہ حجاج اور اس کے مظالم کے خلاف ابن اشعث نے خروج کیا، ان کے ساتھ علماء، قراء اور اعیان و اشراف الناس بھی ہو لئے، ان میں امام شعبیؒ، اعشیٰ ہمدان اور اس کا راویہ بھی تھے، ابن اشعث کے مراثیہ و محامد سے متعلق ان کے اشعار ان کے راویہ پڑھ کر سناتے تھے اور کوفے والوں کو حجاج کے خلاف جنگ پر آمادہ کرتے تھے اور اعشیٰ نے حجاج کے خلاف نمایاں کارنامے انجام دیئے اور حجاج کی

فوجوں کا بڑی بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا، پھر جب ابن اشعث شکست کھا گیا تو اعشی کو مع دیگر ساتھیوں کے گرفتار کیا گیا اور حجاج کے دربار میں پیش کیا گیا، حجاج نے اسے قتل کردیا۔ (۲۰۹)

انتیسواں: ایوب بن یزید ہلالی ابن قِرِّیَہ رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: ایوب۔

کنیت: ابوسلیمان۔ اس سے مشہور نہیں ہیں، دوسری کنیت ہے ابن قریہ اور اسی سے مشہور ہیں۔

نسبت: ہلالی ہاء کے کسرہ کے ساتھ۔ ہلال بن ربیعہ بن زید بن مناۃ کی طرف نسبت ہے، جوکہ نمر بن قاسط کی شاخ ہے اور عرب میں ایک دوسرا قبیلہ ہلال بن عامر بن صَعصَعَہ بھی ہے۔(۲۱۰)

نسب: ابوسلیمان ایوب بن زید بن قیس بن زُرارہ بن سلمہ بن جُشَم بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید مناۃ بن عامر بن سعد بن خزرج بن تیم اللہ بن نمر بن قاسط بن ھِنب بن افصی بن دُعمِیّ بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان المعروف بابن القریہ الہلالی (۲۱۱)، قریہ ان کی دادی ہے جس کا نام جماعہ ہے اور وہ بیٹی ہے، جُشم بن ربیعہ بن زید مناۃ بن عوف بن سعد بن خزرج کی۔ پورا نسب پہلے بیان ہو چکا ہے اور لفظ قریہ قاف کے کسرہ اور راء کے شد اور یاء نیچے دو نقطے والے کے ساتھ جس کے بعد ہاء ہے، اور یہ جُشم بن مالک بن عمرو کی ماں ہے اور عمرو مذکور نے اس سے شادی کی تھی پھر جب وہ مرگیا تو اس کے بیٹے مالک نے اس سے شادی کی جس سے اسے جشم بن مالک مذکور پیدا ہوا اور قریہ کا لغوی معنی پرندے کا پوٹا ہے اسی سے عورت کا نام رکھا گیا ہے، انساب کے عالموں نے کہا ہے کہ جب مالک بن عمرو مذکور نے قریہ سے شادی کی جس کا نام جماعہ ہے تو اس سے جشم اور کلیب کو جنا، جشم ایوب بن قریہ مذکور کا داد ہے اور کلیب عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا دادا ہے جوکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں ماں کی طرف سے،

کیونکہ ان کی ماں نُخیلہ (نون کے ضمے کے ساتھ اور بقولِ بعض نخلہ نون کے فتحہ کے ساتھ) بنت حباب بن کلیب بن مالک مذکور ہے تو عباس رضی اللہ عنہ اس اعتبار سے قریہ کی اولاد میں سے ہیں اور ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں بیان کیا ہے کہ ابن قریہ ہلالی ہے اور وہ بنی ہلال بن ربیعہ بن زید مناۃ بن عامر سے ہے اور ابن الکلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ بنی مالک بن عمرو بن زید مناۃ سے ہے۔ پس ہلال اور مالک جمع نہیں ہوتے مگر زید مناۃ میں اور ہلال نسب کے خط مستقیم میں نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(۲۱۲)

تابعیت: ابن قریہ تابعی تھا۔

فضیلت: ابن قریہ باوجودیکہ اَعرابی اُمّی (اَن پڑھ دیہاتی) ہے، لیکن فصاحت و بلاغت میں مشہور خطبائے عرب سے شمار کئے جاتے ہیں، وہ بڑے سیاح، علاقوں اور علاقہ والوں کی پہچان کے ماہر ہیں، جیسے کہ حجاج بن یوسف کے ساتھ ان کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے، ان کا یہ مکالمہ طویل ہے جوکہ ابن خلکان نے وفیات الاعیان (۲۱۳) میں مکمل طور پر ذکر کیا ہے، وہیں دیکھ لیا جائے۔ میں زیادہ اس کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتا، اس لئے کہ آپ محدثین میں سے نہیں تھے، مختصر طور پر ذکر اس لئے کردیا کہ وہ بلوچستان میں وارد ہوئے ہیں (تابعی ہیں) اور بلوچستان سے متعلق وسیع علم کے مالک ہیں۔

تیسواں: بُدیل بن طہفہ بجلی رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: بدیل۔

کنیت: ابن طہفہ۔

نسبت: بجلی۔

نسب: بدیل بن طہفہ بجلی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

قتال و امارت اور بلوچستان میں ورود: حجاج نے عبیداللہ بن نبھان کو دیبل جہاد کیلئے بھیجا وہ وہاں قتل کیے گئے پھر بدیل بن طہفہ بجلی کو لکھا جبکہ وہ عمان میں تھے، ان کو حکم دیا کہ وہ دیبل جائیں۔ پس یہ وہاں گئے اور دیبلیوں سے قتال کیا۔ (۲۱۴) اور بعض نے کہا ہے کہ بدیل نے مقام بدھ (۲۱۵) (کچھی بلوچستان) میں جاٹوں سے قتل کیا اور علی بن حامد نے کہا ہے کہ حجاج نے عبیداللہ بن نبھان کو مکران متعین کیا اور بدیل بن طہفہ بجلی کو حکم دیا کہ وہ سندھ کے والی محمد بن ہارون کے پاس جائیں اور ان کو خبر دیں کہ ہندوستان جہاد کیلئے لشکر کشی کی گئی ہے، تاکہ وہ تمہارے ساتھ تین ہزار جنگجو افراد کا لشکر روانہ کرے تو بدیل چلے گئے اور عبیداللہ ان کے ساتھ تھے۔

وفات: بدیل بن طہفہ بجلی دیبل میں فوت ہوئے اور یہ اس وقت ہوا جب حجاج بن یوسف نے ان کو دیبل بھیجا، انہوں نے جاکر دشمن سے مقابلہ کیا۔ میدان جنگ میں ان کا گھوڑا (ہاتھیوں کو دیکھ کر) بدکا تو دشمن نے اسے گھیر کر قتل کردیا اور بعض نے کہا ہے کہ ان کو بدھ (۲۱۶) (کچھی بلوچستان) کے جاٹوں نے قتل کیا اور یہ ۹۲ھ (بیانوے ہجری) سے قبل کا واقعہ ہے۔ (۲۱۷)

چند احوال: ا- علی بن حامد نے کہا ہے: جب حجاج کو بدیل کی موت کی خبر پہنچی تو سخت غمگین ہوئے اور اپنے مؤذن سے کہا: جب اذان کہے تو میرے لئے دعاء میں مجھے بدیل کا نام یاد دلایا کر، تاکہ میں بدیل کا، بدلہ لینے والے جیسا، بدلہ لوں۔

۲- اور اسی لشکر میں سے ایک شخص حجاج کے پاس آیا اور اس لڑائی میں بدیل کی بہادری بتائی، پھر کہا کہ میں بدیل کی شہادت اور اسلامی لشکر کی شکست خوردگی تک وہاں پر موجود تھا، اور میں نے بدیل کے حملہ اور مروّت کا خود مشاہدہ کیا، جب اس شخص نے بات پوری کی تو حجاج نے اس سے کہا: اگر تو بہادر آدمی ہوتا تو بدیل کے ساتھ قتل کیا جاتا، چنانچہ اسے عبرتناک سزا دینے کا حکم صادر کردیا۔ (۲۱۸)

۳- ابوالحسن مدائنی نے بشر بن خالد سے نقل کیا ہے: کہا اس نے: حجاج نے خلیفہ ولید سے بدیل کے قتل کے بعد قتالِ ہندوستان کے لئے اجازت مانگنے کے لئے لکھا۔ اسی طرح بیان فرمایا ہے علی بن حامد نے پھر لمبا قصہ ذکر کیا ہے اور حجاج اور ولید کے خطوط کا تفصیلی ذکر کیا ہے کہ حجاج اجازت مانگتے اور خلیفہ ولید منع سے جواب دیتے اور موانعات پیش کرتے، پھر حجاج ان موانعات کے ازالہ کا اپنے خط میں ذکر کرتے وغیرہ۔ حتی کہ امیر کی طرف سے بالآخر اجازت مل گئی۔

چنانچہ حجاج نے محمد بن قاسم کو جہادِ ہند کے لئے روانہ فرمایا اور ہر طرح سے اس کی اعانت کی اور اس غزوہ کا نام غزوۃ الهند والسند رکھا، اس پر حجاج نے یہ اشعار کہے:

دعی الحجاج فارسه بدیل — وقد مال العدو علی بدیل

وشمّرَ ذیلَه الحجاج لما — دعاه ان یشمره بذیل

فدیت المال للغارات حثوا — بلا عدّ یعدّ ولا بکیل (۲۱۹)

ترجمہ: جب حجاج کے شاہسوار بدیل پر دشمن نے حملہ کیا تو بدیل نے حجاج کو پکارا۔ حجاج نے اپنا دامن سمیٹا جب پکارا اس کو دامن سمیٹنے کو۔ میں نے بے حد و حساب دولت قربان کیا، دشمن کی غارتگری کے لئے بغیر حساب اور بغیر کیل کے۔

۴- بدیل نے دیبل میں راجا داھر کے بیٹے جے سیہ کے لشکر کے ساتھ قتال کیا، اس کا لشکر چار ہزار افراد کا تھا، یہ جنگ صبح سے عشاء تک جاری رہی اور جنگ لحہ بلحہ سخت سے سخت تر ہوتی جارہی تھی اور جے سیہ کے لشکر میں جنگی ہاتھی بھی تھے، جن کو بدیل کے گھوڑے نے جب دیکھا تو بدک گیا، بدیل نے اپنی پگڑی سے گھوڑے کی آنکھیں باندھ کر دشمن پر حملہ کیا اور ان میں سے اسی (۸۰) جنگجوؤں کو قتل کر کے خود بھی جامِ شہادت نوش فرماگئے۔ (۲۲۰)